مدیر کے نام

ڈاکٹر محمد ذکاء اللہ، قائد اعظم یونی ورسٹی اسلام آباد

قرآن و حدیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرے کے پردے کے احکامات (چند مشورے، جون ۹۵) کہیں موجود نہیں ہیں اور نہ ہی نبی اکرمؐ کے دورِ باسعادت میں اس کے آثار ملتے ہیں۔ بدقسمتی سے انسانی رویہ عورت کے معاملے میں بالخصوص افراط و تفریط کا شکار رہا ہے۔ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیے اور جو پابندیاں لگائیں وہ بھی افراط و تفریط سے محفوظ نہ رہ سکیں مثلاً (۱) اسلام نے عورت کو وراثت میں حصہ دار بنایا جو ہمارے معاشرے کی ۹۹ فی صد خواتین کو حاصل نہیں ہے۔ بقیہ ایک فی صد خواتین میں بھی اکثر کو شرعی حصہ دینے کی بجائے برائے نام حصہ دے کر ٹرخا دیا جاتا ہے۔ (۲) نبی اکرمؐ نے علم حاصل کرنا مسلمان مردوں اور عورتوں پر فرض قرار دیا تھا لیکن ہمارے ہاں کہیں فتنے کے انسداد اور کہیں دینی غیرت کے نام پر انھیں حصول علم کے لیے گھر سے باہر جانے سے روکا جاتا ہے۔ (۳) نبی اکرمؐ نے لڑکیوں کی رائے لیے بغیر ان کا نکاح کرنے سے منع کیا تھا، لیکن پاکستانی معاشرے کی ۹۰ فی صد سے زائد لڑکیوں کے رشتے ان کی رائے لیے بغیر ان پر ٹھونسے جاتے ہیں۔ (۴) نبی اکرمؐ نے جمعہ اور عیدین کی نماز میں خواتین کو نماز میں شریک ہونے اور خطبہ سننے کی تاکید کی تھی۔ ہم نے انسداد فتنہ کے نام پر انھیں مسجد آنے سے روک دیا ہے۔ (۵) نبی اکرمؐ نے تو یہ فرمایا تھا کہ جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے چہرے اور ہاتھ کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے۔ ہم نے افراط کے رویے کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا منہ، ناک اور کسی حد تک آنکھیں بھی ڈھانپ دیں۔

معاف کیجیے گا کہیں روایات، کہیں غیرت اور کہیں انسداد فتنہ کے نام سے مسلم معاشرے میں خواتین پر غیر شرعی پابندیاں عائد کی گئی ہیں، اور ان کا سلسلہ صدیوں پر محیط ہے۔ ہم ہمیشہ اسلام میں عورت کو دیے گئے حقوق کی بات کرتے ہیں لیکن ذرا یہ تو بتائیے کہ یہ حقوق حاصل کن خواتین کو ہیں بلکہ جن گھرانوں و علاقوں میں مذہب سے روایتی عقیدت و وابستگی زیادہ ہے، وہیں بالعموم خواتین پر غیر شرعی ظلم کا سلسلہ بھی زیادہ دراز ہے۔ چہرے کا پردہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جو نبی اکرمؐ کے دور میں پیش نہیں آیا، اور بعد میں اس موضوع پر اجتہاد کی ضرورت پیش آئی ہو۔ خدارا! اپنے علما و مشائخ کو اپنا الہ اور شارع نہ بنائیے کہ یہ اللہ کو پسند نہیں ہے۔